یوم عاشوراء کے روزہ کی شرعی حیثیت

LEGAL RULING OF FASTING ON THE ‘ĀSHŪRĀ'

بشیر احمد درس *

ABSTRACT:

In this article, the misconception regarding fasting on 10th of Muharram has been clarified in the light of the blessed sayings of Prophet Muhammad PBUH and the rulings from various fuqaha of Islam. This article, with authentic evidences and proofs, clarifies the misconceptions of those scholars who have declared fasting on 10th Muharram as null (abrogated). Ahadith indicate the the fast on 10th of Muharam used to be wajib before the fasting in Ramadan was made obligatory. However, after this obligation, the fasting on 10th of Muharram was considered as Mustahib. Imam Nawawi points out that there is consensus among the scholars that this fast is not Wajib anymore but a Sunnah. Accordingly those who fast on this day are following the Sunnah of the Prophet PBUH and would be rewarded for this deed. Some of the companions fasted on the day and some didn’t. The article proves that the importance and religious authenticity of 10th Muharram is preserved and intact.

KEYWORDS:

عاشوراء، روزہ، محرم، اسلامی مہینے، شرعی حیثیت

ہجری سال کی ابتداماہ محرم سے ہوتی ہے ،ماہ محرم کا شمار حرمت والے مہینوں میں ہوتا ہے حدیث میں آتا ہے :

"سال بارہ مہینے کا ہوتا ہے ، جن میں چار مہینے حرمت والے ہیں جو ایک دوسرے پیچھے آتے ہیں یعنی ذوالقعدہ، ذوالحجہ ، محرم اور رجب جو کہ جمادی الاول اور شعبان کے درمیان آتا ہے۔"[1]

اس مہینے میں نفلی روزوں کے اہتمام کی فضیلت بیان کی گئی ہے جیساکہ حدیث مبارک میں آتا ہے :

"اللہ کے نزدیک رمضان کے بعد افضل ترین روزے محرم کے ہیں اور فرض نماز کے بعد افضل ترین نماز تھجد کی

* فیکلٹی ممبر، مہران یونیورسٹی، شھید ذوالفقار علی بھٹو کیمپس خیرپور میرس. برقی پتا: Bashirdars@muetkhp.edu.pk

نماز ہے۔"[۲]

ماہ محرم کی دسویں تاریخ کی خصوصی فضیلت بیان کی گئی ہے محرم کی دسویں تاریخ کو یوم عاشوراء کہا جاتا ہے، یعنی ماہ محرم کا دسواں دن ، رمضان کے روزوں سے قبل اس دن کا روزہ فرض تھا لیکن رمضان کے روزوں کی مشروعیت کے بعد اس دن کے روزے کی فرضی حیثیت ختم کردی گئی لیکن نفلی حیثیت برقرار رکھی گئی ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے عاشوراء کے روزے کی فضیلت ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے:

١:سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَسُئِلَ عَنْ صِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ فَقَالَ مَا عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَامَ يَوْمًا يَطْلُبُ فَضْلَهُ عَلَى الْأَيَّامِ إِلَّا هَذَا الْيَوْمَ وَلَا شَهْرًا إِلَّا هَذَا الشَّهْرَ يَعْنِي رَمَضَانَ[۳]

ابن عباس سے عاشوراء کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا میں ایسا کوئی دن نہیں جانتا کہ رسول اللہ ﷺ نے روزہ رکھا ہو اور اس کو باقی دنوں پر افضل قرار دیتے ہوں سواء عاشورہ کے دن کے اور نہ کسی مہینے کے روزے رکھے مگر اس کو باقی مہینوں سے افضل قرار دیتے ہوں سواء اس رمضان کے مہینے کے۔

٢:عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

قَالَ وَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ فَقَالَ يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ وَالْبَاقِيَةَ قَالَ وَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ فَقَالَ يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ[٤]

"ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: آپ ﷺ سے عرفہ کے روزہ کے بارے میں سوال ہوا آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگلے اور پچھلے سال کے گناہ مٹاتا ہے اور آپ ﷺ سے عاشوراء کے دن کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ گذشتہ سال کے گناہوں کو مٹاتا ہے۔"

امام نووی (م ٦٧٦ھ) رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَذَهَبَ جَمَاهِير الْعُلَمَاء مِنْ السَّلَف وَالْخَلَف : إِلَى أَنَّ عَاشُورَاء هُوَ الْيَوْم الْعَاشِر مِنْ الْمُحَرَّم ، وَمِمَّنْ قَالَ ذَلِكَ : سَعِيد بْن الْمُسَيِّب ، وَالْحَسَن الْبَصْرِيّ ، وَمَالِك وَأَحْمَد وَإِسْحَاق ، وَخَلَائِق ، وَهَذَا ظَاهِر الْأَحَادِيث ، وَمُقْتَضَى اللَّفْظ[٥]

"متقدمین اور متاخرین جمہور سلف صالحین کا موقف ہے کہ عاشوراء کا دن دسویں کا دن ہے اور یہی مذہب ہے سعید بن مسیب، حسن البصری، امام مالک، امام احمد، امام اسحاق رحمھم اللہ اور انکے علاوٙ بہت ساروں کا اور یہی حدیث اور لفظوں کے ظاہر کی تقاضا ہے۔"

لہذا مندرجہ بالا دلائل سے یہ بات بلکل واضح ہوگئی کہ محرّم کی دسویں تاریخ کے روزہ کی ایک خصوصی فضیلت ہے لہذا سواء کسی دلیل کے اور محض اپنے ظن اور تخمین کے اس روزے کے نسخ کی بات کرنا دینا نہ صرف ایک جرات

عظیمہ ہے بلکہ خلق خدا کو اس دن کی فضلیت سے محروم کرنا ہے۔

احادیث کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ محرم کی دسویں تاریخ جسے یوم عاشوراء کہا جاتا ہے اس میں روزہ کے مشروع ہونے کے دو پس منظر ہیں۔

پہلا پس منظر

رمضان المبارک کی فرضیت سے پہلے دسویں تاریخ کا روزہ واجب تھا لیکن جب رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت ہوئی تو اس کی وجوبیت کو ختم کر دیا اور استحباب کو باقی رکھا گیا جیسا کہ مندرجہ احادیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے:

۱ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

أَنَّ أَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوا يَصُومُونَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَامَهُ وَالْمُسْلِمُونَ قَبْلَ أَنْ يُفْتَرَضَ رَمَضَانُ فَلَمَّا افْتُرِضَ رَمَضَانُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ عَاشُورَاءَ يَوْمٌ مِنْ أَيَّامِ اللَّهِ فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ. [٦]

"زمانہ جاهلیت میں لوگ عاشوراء کا روزہ رکھا کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے بھی روزہ رکھا اور مسلمانوں نے بھی روزہ رکھا رمضان کی فرضیت سے پہلے لیکن جب رمضان کے روزے فرض کیے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عاشوراء کا دن اللہ کے دنوں میں سے ایک دن ہے لہذا پھر جس نے چاہا اس نے روزہ رکھا اور جس نے چاہا اس نے روزہ نہیں رکھا۔"

۲: أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِصِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ كَانَ مَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ [٧]

"عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عاشوراء کے دن روزہ رکھنے کا حکم کرتے لیکن جب رمضان کے روزوں کی فرضیت نازل ہوئی تو پھر جس نے چاہا اس نے روزہ رکھا اور جس نے چاہا اس نے روزہ نہیں رکھا۔"

۳ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ

كَانَ يَوْمُ عَاشُورَاءَ تَصُومُهُ قُرَيْشٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُهُ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ صَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ تَرَكَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ [٨]

"عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ قریش عاشوراء کا روزہ زمانہ جاهلیت میں رکھا کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے بھی اس دن کا روزہ رکھا اور جب آپ نے مدینے میں آکر (اقامت اختیار کی) تو آپ ﷺ نے بھی روزہ رکھا اور

اس دن کا روزہ رکھنے کا حکم دیا لیکن جب رمضان کی فرضیت ہوئی تو پھر جس نے چاہا اس نے روزہ رکھا اور جس نے چاہا اس نے روزہ چھوڑ دیا۔"

۴ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ

كَانَتْ قُرَيْشٌ تَصُومُ عَاشُورَاءَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُهُ فَلَمَّا هَاجَرَ إِلَى الْمَدِينَةِ صَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ فَلَمَّا فُرِضَ شَهْرُ رَمَضَانَ قَالَ مَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ [۹]

"عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ قریش جاہلیت کے زمانے میں بھی عاشورہ کا روزہ رکھا کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ بھی اس دن کا روزہ رکھا کرتے تھے اور جب آپ نے مدینہ کی طرف ھجرت کی تو بھی اس دن کا روزہ رکھا اور رکھنے کا حکم دیا لیکن جب ماہ رمضان کے روزں کی فرضیت ہوئی تو جس نے چاہا اس نے روزہ رکھا اور جس نے چاہا اس نے روزہ چھوڑ دیا۔ "

محدثین وفقہاء کے اقوال:

اس عنوان کے ضمن میں محدثین وفقہاء کرام کے آراء بیان کئے جائیں گے جو اس بات کی دلیل ہیں کہ یوم عاشوراء کا روزہ مشروع ومستحب ہے۔

امام شمس الدین عظیم آبادی (م۱۳۲۹ھ -۱۹۱۱ء) لکھتے ہیں:

وَحَصَلَ الْإِجْمَاع عَلَى أَنَّهُ لَيْسَ بِفَرْضٍ وَإِنَّمَا هُوَ مُسْتَحَب [۱۰]

ترجمہ: اور اجماع ہو چکا ہے کہ یہ فرض نہیں بلکہ مستحب ہے۔

امام نووی (٦٧٦ھ) لکھتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاء عَلَى أَنَّ صَوْم يَوْم عَاشُورَاء الْيَوْم سُنَّة لَيْسَ بِوَاجِبٍ [۱۱]

"علماء کا اتفاق ہے کہ عاشورہ کے دن کا روزہ سنت ہے لیکن واجب نہیں ہے ۔"

امام ابن بطال (م۴۴۹ھ- ۱۰۵۷ء) لکھتے ہیں:

اختلفت الآثار فى صوم يوم عاشوراء، فدل حديث عائشة على أن صومه كان واجبًا قبل أن يفرض رمضان، ودل أيضًا أن صومه قد رد إلى التطوع بعد أن كان فرضًا[۱۲]

"عاشوراء کے روزے کے بارے میں مختلف دلائل ہیں عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث دلالت کرتی ہے کہ یہ روزہ رمضان کی فرضیت سے پہلے واجب تھا اور اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ اب اس کی حیثیت فرض سے نفل کی طرف پھیر دی ہے۔"

امام محمد بن اسماعیل (م : ۱۱۸۲ھ-) لکھتے ہیں:

وَأَمَّا صَوْمُ يَوْمِ عَاشُورَاءَ وَهُوَ الْعَاشِرُ مِنْ شَهْرِ الْمُحَرَّمِ عِنْدَ الْجَمَاهِيرِ فَإِنَّهُ كَانَ وَاجِبًا قَبْلَ فَرْضِ رَمَضَانَ ثُمَّ صَارَ بَعْدَهُ مُسْتَحَبًّا .[۱۳]

"جمہور کے نزدیک عاشوراء دسویں محرم کا دن ہے اور رمضان سے پہلے اس دن روزہ فرض تھا اور بعد میں مستحب ہو گیا۔"

لہذا ما قبل بحث سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی ہے کہ زمانہ جاہلیت سے یہ روزہ رکھا جارہا تھا اور اسلام نے بھی اسے ثابت رکھا اور یہ روزہ رسول اللہ ﷺ نے مکی دور میں بھی رکھا ہے اور یہ روزہ رکھنے کا حکم دیا اور مدنی دور میں بھی یہ روزہ رکھا لیکن جب رمضان کے روزں کی فرضیت ہوئی تو بھی اس دن کی استحبابی حیثیت کو باقی رکھا گیا لہذا اب یہ کہنا کہ روزہ صرف نو تاریخ کا ہی رکھا جائیگا اور دس تاریخ کا منسوخ ہو گیا تو یہ ایک جرأت ہے اور شرعی امور کو بغیر کسی دلیل کے منسوخ کہنا یا اس کے نسخ کا فتویٰ دینا قبیح حرکت ہے اور اس روزہ کی مشروعیت کے مذکورہ پس منظر کیلئے کوئی بھی نسخ نہیں اور نہ ہی ایسی کوئی روایت آتی ہے جس سے اس دن کے روزے کے نسخ اشارۃً بھی ملتا ہو۔

دوسرا پس منظر:

ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ

قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ فَرَأَى الْيَهُودَ تَصُومُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَقَالَ مَا هَذَا قَالُوا هَذَا يَوْمٌ صَالِحٌ هَذَا يَوْمٌ نَجَّى اللَّهُ بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنْ عَدُوِّهِمْ فَصَامَهُ مُوسَى قَالَ فَأَنَا أَحَقُّ بِمُوسَى مِنْكُمْ فَصَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِ

"ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب مدینے میں آکر (اقامت اختیار کی) تو یہودیوں کو دیکھا کہ وہ عاشورہ کے دن کا روزہ رکھتے ہیں آپ نے پوچھا یہ کیا ہے تو یہودیوں نے کہا یہ اچھا دن ہے اور اس دن اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان کے دشمن سے نجات دلائی اس لئے موسیٰ علیہ السلام نے روزہ رکھا آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہم تم لوگوں کے مقابلہ میں موسی علیہ السلام پر زیادہ حق رکھتے ہیں پھر آپ ﷺ نے بھی روزہ رکھا اور اس دن کے روزے کا حکم بھی دیا۔"[۱۴]

ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فتویٰ

روایت نمبر ۱

أخبرنا عبد الرزاق قال : أخبرنا ابن جريج قال : أخبرني عطاء أنه سمع ابن عباس يقول في يوم عاشوراء : خالفوا اليهود ، وصوموا التاسع ، والعاشر[۱۵]

"ابن عباس رضی اللہ عنھما عاشورہ کے دن کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہودیوں کی مخالفت کرا اور نویں اور دسویں کا روزہ رکھو۔"

ابن عباس رضی اللہ عنھما کے اس اثر کی سند بالکل صحیح اور متصل ہے سند کی مختصر تحقیق لکھی جاتی ہے

سند کی بحث:

امام عبد الرزاق: امام ذھبی لکھتے ہیں کہ بہت بڑے حافظ اور علم کے سرچشمے تھے[16] .

امام ابن جریج ابن جريج الامام الحافظ فقيه الحرم قال احمد بن حنبل: كان من اوعية العلم[17]

امام ذھبی لکھتے ہیں کہ یہ امام، حافظ، حرم کے فقیہ تھے اور امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ علم کے سرچشمہ تھے۔

امام عطاء: امام ذہبی لکھتے ہیں: "عطاء بن ابي رباح مفتي اهل مكة ومحدثهم القدوة العلم "

"عطاء بن ابی رباح مکہ والوں کے مفتی اور ان کے محدث تھے اور علم میں ایک نمونہ تھے" [18]

ابن عباس رضی اللہ عنھما: جلیل القدر صحابی رسول ﷺ ہیں۔

روایت نمبر ۲:

كما أخبرنا أبو عبد الله الحافظ ، حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب ، حدثنا بكار بن قتيبة ، حدثنا روح بن عبادة ، حدثنا ابن جريج ، أخبرني عطاء ، أنه سمع ابن عباس ، يقول : « خالفوا اليهود صوموا التاسع والعاشر [19]

"ابن عباس رضی اللہ عنھما فرماتے ہیں کہ یہودیوں کی مخالفت کرو اور نویں اور دسویں کا روزہ رکھو

ابن عباس رضی اللہ عنھما کے اس اثر کی سند بالکل صحیح اور متصل ہے سند کی مختصر تحقیق لکھی جاتی ہے۔"

سند کی بحث:

ابو عبد اللہ: امام احمد بن حسین البیھقی جو کہ جلیل القدر محدث ہیں امام ذہبی لکھتے ہیں کہ العلامہ الحافظ الفیقہ۔ شیخ الاسلام[20]

ابو العباس محمد بن یعقوب: امام ذھبی لکھتے ہیں کہ "امام المحدث مسند العصر رحلۃ الوقت[21]

بکار بن قتیبہ: امام ذہبی نے ان الفاظ میں امام موصوف کی ثقاہت کو بیان فرمایا ہے: القاضی الکبیر العلامہ المحدث[22]

روح بن عبادہ: امام خطیب بغدادی فرماتے ہیں کہ یہ زیادہ حدیثیں بیان کرنے والے اور سنن اور احکام کی کتب کے مؤلف اور تفسیر کو جمع کرنے والے اور ثقہ تھے۔

امام ابو بکر البزار فرماتے ہیں کہ ثقہ ان شاء اللہ

امام یحیٰ فرماتے ہیں کہ صدوق، اور ثقہ ہیں [۲۳]

امام ابن جریج، امام عطاء رحمھما اللہ: ان کی تعدیل ماقبل میں گذرچکی

روایت ۳:

(ما أخبرنا) أبو محمد عبد الله بن يحيى بن عبد الجبار ببغداد أنبأ اسماعيل بن محمد الصفار ثنا أحمد بن منصور ثنا عبد الرزاق أنبأ ابن جريج أخبرني عطاء انه سمع ابن عباس يقول صوموا التاسع والعاشر وخالفوا اليهود [٢٤]

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نویں اور دسویں کا روزہ رکھیں اور یہودیوں کی مخالفت کریں۔

سند کی تحقیق:

أبو محمد عبد الله بن يحيى بن عبد الجبار: امام خطیب بغدادی نے ان کو صدوق قرار دیا ہے [۲۵]

اسماعیل بن محمد الصفار: امام دارقطنی نے ثقہ قرار دیا ہے۔

أحمد بن منصور: امام ابوحاتم اور امام دارقطنی نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے [۲۶]

امام بیھقی، امام الرزاق، امام ابن جریج، امام عطاء رحمھم اللہ کا ترجمہ گذر چکا ہے.

کیا ابن عباس رضی اللہ عنھما صرف نو تاریخ کے روزے کے قائل تھے ؟

ماقبل میں ابن عباس کا فتویٰ صحیح سند سے ثابت ہے کہ وہ دسویں اور نویں دونوں دن روزہ رکھنے کے قائل تھے لہذا اس وضاحت کی موجودگی میں یہ کہنا کہ ابن عباس رضی اللہ عنھما صرف ایک دن کے روزے کے قائل تھے میرے خیال میں یہ دعویٰ ایک غلط فہمی کی وجہ سے ہوا ہے ، بعض لوگوں کو ابن عباس کی صحیح لمسلم کی مندرجہ ذیل روایت سے غلطی لگی اور انہوں نے یہ فتویٰ صادر کردیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنھما صرف ایک ہی دن کے روزے کے قائل تھے وہ روایت یہ ہے:

فَقُلْتُ لَهُ أَخْبِرْنِي عَنْ صَوْمِ عَاشُورَاءَ فَقَالَ إِذَا رَأَيْتَ هِلَالَ الْمُحَرَّمِ فَاعْدُدْ وَأَصْبِحْ يَوْمَ التَّاسِعِ صَائِمًا قُلْتُ هَكَذَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُهُ قَالَ نَعَمْ

حکم بن اعرج فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنھما سے عاشوراء کے روزہ کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ جب محرم کا چاند دیکھو تو گنتی کرو اور نویں تاریخ کو روزہ میں صبح کرنا میں نے پوچھا کہ کیا اللہ کے نبی ﷺ اس طرح روزہ رکھا کرتے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ ہاں

اس روایت میں ایسا کوئی بھی لفظ نہیں پایا جاتا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما صرف ایک دن کے روزے کے ہی قائل

تھے بلکہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عاشوراء کے روزے کی ابتدا نو تاریخ سے کرنی چاہیے اور یہی ہے کہ سائل نے جب ابن عباس رضی اللہ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ اسی طرح کیا کرتے تھے؟ تو آپ رضی اللہ عنہما نے اثبات میں جواب دیا جبکہ دوسری روایت سے یہ ثابت ہے آپ ﷺ نے نویں تاریخ کا روزہ نہیں رکھا کیوں کہ آپ ﷺ نے اگلی سال نو تاریخ کے روزے کا ارادہ فرمایا تھا لیکن اس پہلے ہی آپ کی وفات ہو گئی تھی لہذا نویں کا اثبات مجازی ہے اور دسویں کے ساتھ نویں کے فعل کا اثبات ثابت کرتا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما س صرف نویں تاریخ کے روزے کے قائل نہیں تھے بلکہ دسویں کے روزے کے بھی قائل تھے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صریح فتویٰ کے بعد تو اس روایت کو صرف ایک دن کے روزے سے خاص کرنا ہٹھ دھرمی ہو گی۔

امام بیہقی کا اس روایت کے بارے میں تبصرہ:

امام بیہقی نے اسی روایت کو اپنی سند صحیح سے ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ:

اخرجه مسلم في الصحيح من حديث وكيع عن حاجب وكأنه رضى الله عنه اراد صومه مع العاشر واراد بقوله في الجواب نعم ماروى من عزمه صلى الله عليه وسلم على صومه والذى يبين هذا –

(ما أخبرنا) أبو محمد عبد الله بن يحيى بن عبد الجبار ببغداد أنبأ اسماعيل بن محمد الصفار ثنا أحمد بن منصور ثنا عبد الرزاق أنبأ ابن جريج أخبرني عطاء انه سمع ابن عباس يقول صوموا التاسع والعاشر وخالفوا اليهود[۲۷]

اسی روایت کو امام مسلم نے وکیع عن حاجب کی سند سے ذکر کیا ہے اور ابن عباس نویں کے ساتھ دسویں کا روزہ بھی مراد لیتے ہیں (کیونکہ جب آپ سے سوال کیا گیا کہ کیا اللہ کے نبی نے اسی طرح روزہ رکھا تھا تو آپ نے فرمایا: ہاں)

جبکہ ابن عباس رضی اللہ عنہ دسویں کے روزے کی تاکید کے ساتھ قائل ہیں جس کی دلیل یہ روایت ہے۔۔۔۔

عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نویں اور دسویں کا روزہ رکھیں اور یہودیوں کی مخالفت کریں۔"

حافظ ابن حجر (م ۸۵۲ھ)، رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"اورامام مسلم نے حکم بن اعرج کے طریقے سے ذکر کیا ہے میں ابن عباس کے پاس آیا تو آپ نے چادر کو ٹیک لگائی تھی میں نے عرض کیا آپ مجھے عاشوراء کے دن کے بارے میں خبر دیں تو آپ نے فرمایا کہ جب محرم کا چاند دیکھو تو گنتی کرو اور نویں تاریخ کو روزہ میں صبح کرنا میں نے پوچھا کہ کیا اللہ کے نبی ﷺ اس طرح روزہ رکھا کرتے تھے تو انہونے فرمایا کہ ہاں۔

بظاہر تو یہ لگتاہے کہ کہ عاشوراء کا دن ہے لیکن امام زین بن منیر نے فرمایا کہ آپ کا یہ فرمانا کہ جب محرم کی نو تاریخ کو

صبح کرو لفظ صبح کرنا خبر دیتا ہے کہ اس سے مراد دسویں کا دن ہے کیونکہ انسان نویں کا صبح کرنے کے بعد روزے دار نہیں ہو سکتا سواء اس کہ وہ آنے والی رات کا یعنی دسویں کی رات کی روزے کی نیت کر لے اور آنے والی رات تو دسویں کی رات ہے

میں (ابن حجر کہتا ہوں کہ اس احتمال کو قوی کرتی ہے مسلم کی روایت جو امام مسلم نے دوسری سند سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے بیان کی کہ رسول اکرم نے فرمایا تھا کہ اگر میں آنے والے سال زندہ رہا تو ضرور نویں کا روزہ رکھوں گا اور آپ ﷺ کی وفات اس سے پہلے ہو گئی اور یہ بات ظاہر ہے کہ رسول ﷺ دسویں کا روزہ رکھتے ہی تھے اور نویں کے روزے کا ارادہ فرمایا لیکن اس سے پہلے ہی آپ ﷺ کی وفات ہو گئی اب نویں کے روزے کے ارادے سے دو معانی کا احتمال ہو سکتا ہے کہ آپ نویں پر اقتصار نہیں کریں گے بلکہ اس کے ساتھ ایک اور دسویں کا روزہ بھی ملائینگے بطور احتیاط کے یا یہودیون کی مخالفت میں یہی بات راجح ہے اور یہی بات مسلم کی بعض روایتوں سے معلوم ہوتی ہے

اور مسند احمد میں ابن عباس رضی اللہ عنھما سے ایک اور سند سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ روایت مرفوع ہے کہ یہود اور نصاریٰ کی مخالفت کرو اور اس سے پہلے یا بعد میں ایک روزہ رکھو اور رسول اللہ ﷺ اھل کتاب کی موافقت پسند فرماتے تھے بالخصوص جب اس میں بت پرستون کی مخالفت ہوتی تھی اور جب مکہ فتح ہوا تو دین اسلام مشہور ہوا اور آپ نے اھل کتاب کی مخالفت بھی کو پسند فرمایا اور یہ ان میں سے ہے

"پہلے موافقت کی اور فرمایا کہ ہم موسیٰ علیہ السلام کے زیادہ حقدار ہیں

اور پھر ان کی مخالفت چاہتے ہوئے ان کی مخالفت میں ایک اور روزہ بھی دسویں کے پہلے یا بعد میں ملانے کا حکم دیا اور اسی کی تائید ترمذی کی ایک روایت سے ہوتی ہے جس میں ہمیں رسول اللہ ﷺ نے یوم عاشورا کا روزہ دسویں کو رکھنے کا حکم دیا۔"[۲۸]

امام ابن قیم (م ۷۵۱ھ) رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَالصَّحِيح : أَنَّ الْمُرَاد صَوْم التَّاسِع مَعَ الْعَاشِر لَا نَقْلُ الْيَوْم ، لِمَا رَوَى أَحْمَد فِي مُسْنَده مِنْ حَدِيث اِبْن عَبَّاسٍ ، يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " خَالِفُوا الْيَهُود ، صُومُوا يَوْمًا قَبْله ، أَوْ يَوْمًا بَعْده " وَقَالَ عَطَاء عَنْ اِبْن عَبَّاس : " صُومُوا التَّاسِع وَالْعَاشِر ، وَخَالِفُوا الْيَهُود " ذَكَرَه الْبَيْهَقِيّ . وَهُوَ يُبَيِّن أَنَّ قَوْل اِبْن عَبَّاس " إِذَا رَأَيْت هِلَال الْمُحَرَّم فَاعْدُدْ ، فَإِذَا كَانَ يَوْم التَّاسِع فَاصْبَحْ صَائِمًا " أَنَّهُ لَيْسَ الْمُرَاد بِهِ : أَنَّ عَاشُورَاء هُوَ التَّاسِع ، بَلْ أَمَرَهُ أَنْ يَصُوم الْيَوْم التَّاسِع قَبْل عَاشُورَاء۔[۲۹]

"نویں کا روزہ دسویں کے ساتھ ہے مقصد یہ نہیں کہ دسویں کا روزہ نویں کی طرف منتقل ہو گیا کیونکہ مسند احمد میں ابن عباس سے مرفوعاً ثابت ہے کہ یہودیوں کی مخالفت کرو اور ایک دن پہلے یا بعد میں روزہ رکھو اور اس کو بیہقی نے بھی ذکر کیا ہے اور اس سے ابن عباس کے اس قول

" إِذَا رَأَيْت هِلَال الْمُحَرَّم فَاعْدُدْ ، فَإِذَا كَانَ يَوْم التَّاسِع فَاصْبَحْ صَائِمًا

کی وضاحت ہوتی ہے اس قول کا مقصد یہ نہیں کے عاشوراء کا دن نویں کا ہے بلکہ اس میں آپ حکم دے رہے ہیں کہ عاشوراء سے پہلے نویں کا روزہ رکھا جائے۔"

صحیح لمسلم کی روایت کا صحیح مفھوم:

بعض اھل علم مندرجہ ذیل روایت سے یہ دلیل لینے کو شش کی ہے کہ دسویں تاریخ کا روزہ نہیں رکھا جائیگا صرف نویں تاریخ کا روزہ ہی رکھا جائیگا

و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَيْرٍ لَعَلَّهُ قَالَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ،قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَئِنْ بَقِيتُ إِلَى قَابِلٍ لَأَصُومَنَّ التَّاسِعَ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ يَعْنِي يَوْمَ عَاشُورَاءَ -

ابن عباس رضی اللہ عنھما فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر اگلے سال زندہ رہا تو ضرور نویں کا روزہ رکھوں گا اور ابو بکر کی روایت میں ہے فرمایا یعنی عاشوراء کا دن۔

صاحب عون المعبود لکھتے ہیں کہ:

قَالَ التُّورْبَشْتِيُّ : قِيلَ أَرَادَ بِذَلِكَ أَنْ يَضُمّ إِلَيْهِ يَوْمًا آخَر لِيَكُونَ هَدْيه مُخَالِفًا لِأَهْلِ الْكِتَاب ، وَهَذَا هُوَ الْوَجْه لِأَنَّهُ وَقَعَ مَوْقِع الْجَوَاب لِقَوْلِهِمْ إِنَّهُ يَوْم يُعَظِّمهُ الْيَهُود . وَرُوِيَ عَنْ اِبْن عَبَّاس أَنَّهُ قَالَ : صُومُوا التَّاسِع وَالْعَاشِر وَخَالِفُوا الْيَهُود

"توربشتی کہتے ہیں کہ: اس سے مقصد یہ ہے کہ ایک اور دن کا روزہ ملایا جائے تاکہ ان کا طریقہ اھل کتاب کے مخالف ہو جائے اور یہی بات زیادہ لائق ہے کیونکہ یہ الفاظ کہ ((فَإِذَا كَانَ الْعَام الْمُقْبِل صُمْنَا يَوْم التَّاسِع) اس سوال کے جواب میں واقع ہیں کہ یہودی بھی اس دن کی عزت کرتے ہیں۔" [۳۰]

اس روایت سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ ابن عباس رضی اللہ عنھما صرف ایک روزے کے قائل تھے کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنھما سے دونوں دنوں کے روزے کی فتویٰ صحیح سند سے گذر چکی اس روایت سے زیادہ سے زیادہ یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ابن عباس کے نزدیک عاشوراء کی ابتدا نویں تاریخ سے ہو جاتی کیونکہ ابن عباس رضی اللہ

عنہما سے مرفوع روایت میں ثابت ہے ان کے نزدیک یوم عاشوراء دسویں تاریخ کو کہتے ہیں

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ يُونُسَ عَنْ الْحَسَنِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَوْمِ عَاشُورَاءَ يَوْمُ الْعَاشِرِ[۳۱]

"ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عاشوراء کے روزہ کا حکم دیا دسویں تاریخ کو لہذا جس دن کو رسول اللہ ﷺ نے عاشورہ کا قرار دیا اور اس دن کے روزہ رکھنے کا حکم دیا"

ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کے علاؤ کسی اور دن کو عاشوراء کیسے قرار دے سکتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ امام ترمذی ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مؤقف کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

قَالَ أَبُو عِيسَى وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي يَوْمِ عَاشُورَاءَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ يَوْمُ التَّاسِعِ و قَالَ بَعْضُهُمْ يَوْمُ الْعَاشِرِ وَرُوِيَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ صُومُوا التَّاسِعَ وَالْعَاشِرَ وَخَالِفُوا الْيَهُودَ وَبِهَذَا الْحَدِيثِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَقُ[۳۲]

"امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ابن عباس کی یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اھل علم نے عاشوراء کے بارے میں اختلاف کیا ہے اور بعض نے کہا کہ وہ نویں تاریخ کا دن ہے اور بعض نے کہا کہ وہ دسویں کا دن اور ابن عباس سے مروی ہے کہ آپ رضی اللہ عنھما فرماتے ہیں کہ یہودیوں کی مخالفت کرو اور نویں اور دسویں کا روزہ رکھو۔ اور اسی حدیث کے مطابق امام احمد اور امام شافعی (رحمھم اللہ) نے فتویٰ دیا ہے۔"

محدثین اور علماء کرام کے فتاویٰ جات:

امام ابن تیمیہ (م۷۲۶ ھ) رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

وَالصَّحِيحُ أَنَّهُ يُسْتَحَبُّ لِمَنْ صَامَهُ أَنْ يَصُومَ مَعَهُ التَّاسِعَ ؛ لِأَنَّ هَذَا آخَرُ أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقَوْلِهِ : { لَئِنْ عِشْت إلَى قَابِلٍ لَأَصُومَن التَّاسِعَ مَعَ الْعَاشِرِ } كَمَا جَاءَ ذَلِكَ مُفَسَّرًا فِي بَعْضِ طُرُقِ الْحَدِيثِ فَهَذَا الَّذِي سَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .[۳۳]

صحیح بات یہ ہے کہ جو شخص دس تاریخ کا روزہ رکھتا ہے اس کے لئے مستحب ہے کہ وہ نویں کا بھی روزہ رکھے کیونکہ یہی رسول اللہ ﷺ کا آخری معاملہ تھا جیسا کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ اگر آنے والے سال زندہ رہا تو دسویں کے ساتھ نویں کا بھی روزہ رکھوں گا جیسا کہ اس بات کی وضاحت حدیث کے بعض طرق میں ہوتی ہے اور یہی سنت رسول ﷺ ہے"

امام ابن حزم (٤٥٧ هـ) رحمہ اللہ: لکھتے ہیں:

عن الحکم بن الاعرج قال: سألت ابن عباس عن صوم عاشوراء؟ فقال: إذا رأیت ھلال المحرم فاعدد

وأصبح يوم التاسع صائما فقلت: هكذا كان محمد صلى الله عليه وسلم يصومه؟ قال: نعم * نا حماد نا ابن مفرج نا ابن الاعرابي نا الدبرى نا عبد الرزاق نا ابن جريح أخبرني عطاء انه سمع ابن عباس يقول في يوم عاشوراء: خالفوا اليهود صوموا التاسع والعاشر[۳۴]

"حکم بن اعرج فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عاشورہ کے روزہ کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ جب محرم کا چاند دیکھو تو گنتی کرو اور نویں تاریخ کو روزہ میں صبح کرنا میں نے پوچھا کہ کیا اللہ کے نبی ﷺ اس طرح روزہ رکھا کرتے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ ہاں عطاء بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا آپ نے عاشورہ کے دن کے متعلق فرمایا یہودیوں کی مخالفت کرو اور نویں اور دسویں کا روزہ رکھو۔"

سعودی فتاویٰ کمیٹی:

س: هل يجوز صيام عاشورا يومًا واحدًا فقط؟

ج: يجوز صيام يوم عاشوراء يومًا واحدًا فقط، لكن الأفضل صيام يوم قبله أو يوم بعده، وهي السنة الثابتة عن النبي صلى الله عليه وسلم بقوله: « لئن بقيت إلى قابل لأصومن التاسع » قال ابن عباس رضي الله عنهما: (يعني مع العاشر).

وبالله التوفيق وصلى الله على نبينا محمد وآله وصحبه وسلم.

اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء[۳۵]

سوال: کیا صرف ایک عاشوراء کا روزہ رکھنا جائز ہے؟

جواب: عاشورہ کا روزہ صرف ایک دن رکھنا جائز ہے لیکن افضل یہ ہے کہ اس کے ساتھ ایک اور دن کا روزہ ملالے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد میں رکھے اور یہ ہی سنت ثابتہ ہے اللہ کے رسول ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے کہ اگر زندہ رہا تو ضرور نویں کا روزہ رکھوں گا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کے یعنی دسویں کے ساتھ۔

شیخ صالح الفوزان: فرماتے ہیں

وشهر المحرم وآكده يوم عاشوراء ويوم قبله أو بعده[۳۶]

"محرم کے نفلی روزے ہیں اور تاکید دسویں تاریخ کی ہے اور ایک دن اس سے پہلے یا بعد میں روزہ رکھے۔"

شیخ محمد بن صالح العثیمین (م ۱۴۲۱ھ) لکھتے ہیں:

ولكن يوم عاشوراء اختص بأنه يصام يومٌ قبله أو يومٌ بعده مخالفة[۳۷]

لیکن عاشوراء کا دن اس چیز کے ساتھ خاص ہے کہ اس سے پہلے ایک دن روزہ رکھا جائیگا یا بعد میں (یہودیوں) کی مخالفت میں۔

خلاصہء بحث :

مذکورہ بحث سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ نہ تو دسویں کا روزہ نویں کی تاریخ میں منتقل ہوا ہے اور نہ ہی اس کا صحیح ثبوت ہے، اس مضمون میں ماہ محرم کی دسویں تاریخ کے روزے کی منسوخیت کے حوالے سے ایک غلط فہمی کا خاتمہ کیا گیا ہے اور یہ واضح کیا ہے کہ بعض اھل علم اس روزے کی منسوخیت کا دعوی کرتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے، اور کس دلیل کی وجہ سے وہ غلطی کا شکار ہوئے ہیں اور علمی انداز میں ان کی غلط فہمی کا بھی خاتمہ گیا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ ماہ محرم کی دس تاریخ یعنی یوم عاشوراء کے روزے کی مشروعیت کے دو پس منظر ہیں۔ احادیث، اقوال صحابہ کرام اور اھل علم کے فتویٰ جات کے ذریعے اس دن کے روزے کی مشروعیت کو واضح کیا گیا ہے۔ اور یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ دسویں اور نویں کا روزہ سنت مبارکہ صحابہ کرام اور سلف صالحین سے ثابت ہے۔

مراجع وحواشی

[1] بخاری، محمد بن اسماعیل البخاری (م ۲۵۶ھ)، الجامع الصحیح المختصر (صحیح البخاری) کتاب بدء الخلق۔ باب ماجاء فی سبع ارضین ج ۳ ص ۱۱۶۸ سن اشاعت: ۱۴۴۳ھ ۱۹۹۳ء ناشر: ابن کثیر دمشق / بیروت

[2] القشيري النيشابوري, أبو الحسين مسلم بن الحجاج بن مسلم (م ۲۶۱ھ) ، صحیح لمسلم کتاب الصیام باب فضل صوم المحرم ج ۱ ص ۵۲۰ حدیث نمبر ۱۱۶۳ ناشر: دار طیبہ۔ ریاض۔ طبع اول ۱۴۲۷ھ

[3] صحیح لمسلم طبع اول ص ۴۶۳ حدیث نمبر (۱۱۳۲) ناشر دار السلام للنشر والتوزیع ریاض

[4] صحیح لمسلم طبع اول ص ۴۷۷ حدیث نمبر (۱۱۶۲) ناشر دار السلام للنشر والتوزیع ریاض

[5] النووی ابوزکریا یحی بن شرف بن مری، المنهاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، ص ۱۲ ج ۸ طبع دوئم ۱۳۹۲ ناشر دار احیاء التراث العربی

[6] صحیح لمسلم طبع اول ص ۴۶۰ حدیث نمبر (۱۱۲۶) ناشر دار السلام للنشر والتوزیع ریاض

[7] بخاری، محمد بن اسماعیل البخاری (م ۲۵۶ھ)، الجامع الصحیح المختصر ج ۲ ص ۷۰۴ (طبع ثالثہ) بیروت دار ابن کثیر یمامہ ۱۹۸۷ء ۱۴۰۲ھ

[8] الجامع الصحیح المختصر (صحیح البخاری) ج ۲ ص ۷۰۴ (طبع ثالثہ) بیروت دار ابن کثیر یمامہ ۱۹۸۷ء ۱۴۰۷ھ

[9] صحیح لمسلم طبع اول ص ۴۵۹ حدیث نمبر (۱۱۲۵) ناشر دار السلام للنشر والتوزیع ریاض

[10] عظیم آبادی، محمد شمس الحق (م: ۱۹۱۱ء / ۱۳۲۹ھ)، عون المعبود شرح سنن ابی داؤد ، ج ۷ ص ۸۷ (طبع دوئم ۱۴۱۵ھ) ناشر: دار لکتب العلمیہ بیروت

[11] المنهاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج ج ۸ ص ۴ (طبع ثاثالثہ ۱۳۹۲ھ) ناشر: دار احیاء التراث العربی، بیروت

[12] البکری القرطبی ابو الحسن علی بن خلف بن عبد الملک بن بطال ا، شرح صحیح البخاری ج ۴ ص ۱۴۱ (طبع ثانیہ ۱۴۲۳ھ۔ - ۲۰۰۳ع) ناشر مکتبۃ الرشد الریاض

[13] الصنعانی محمد بن اسماعیل (م؛ ۱۱۸۲ھ)، سبل السلام ج ۲ ص ۱۶۶ ۔ (طبع چہارم ۱۳۷۹ھ۔/ ۱۹۶۰ع ناشر مکتبہ مصطفی البابی الحلبی

[14] صحیح البخاری حدیث نمبر (۲۰۰۴) (۳۳۹۷) (۳۹۴۳) (۴۳۳۷)

[15] ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام الصنعانی، مصنف عبد الرزاق ج ۴ ص ۲۸۷ (طبع ثانیہ ۱۴۰۳ھ) المکتب السلامی بیروت

[16] الذھبی محمد بن احمد بن عثمان ذھبی (م ۷۴۸ھ)، تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۲۶۷ طبع اول (۱۴۱۹ھ۔ - ۱۹۹۸ع)، ناشر: دار لکتب العلمیہ، بیروت لبنان

[۱۷] ایضاج ۱ص ۱۲۸

[۱۸] ایضاج ۱ص ۷۵

[۱۹] البیھقی ابو بکر احمد بن حسین (م ۴۵۸ھ)، شعب الایمان ج ۳ص ۳۶۴حدیث نمبر ۳۷۸۸) طبع اول ۱۴۱۰ -۱۹۹۰ء) (بیروت) ناشر دار الکتب العلمیہ۔

[۲۰] سیر الاعلام النبلاء ج ۱۸۔ص ۱۶۲ طبع سابع ۱۴۱۰ھ ۱۹۹۰ء (بیروت) ناشر: مکتبہ مؤسسہ الرسالہ

[۲۱] ایضًاج ۱۵ص ۴۵۲)

[۲۲] ایضًاج ۱۲ص ۵۹۹

[۲۳] (تھذیب التھذیب ۲۹۴۔۲۹۵ جلد ۳ طبع دارالفکر۔)

[۲۴] البیھقی ابو بکر احمد بن حسین (م ۴۵۸ھ)، السنن الکبریٰ ج ۴ص ۲۸۷ طبع اول ۱۳۴۴ھ (حیدرآباد انڈیا) ناشر: مجلس دائرۃ المعارف

[۲۵] [تاریخ بغداد ترجمہ نمبر {۱۲۳} ۷/ ۱۰۱ طبع دارالفکر تاریخ بغداد ترجمہ نمبر ۳۲۴۴ص ۳۰۰ج ٦

[۲۶] تھذیب التھذیب ۱ /۱۰۷ ترجمہ نمبر ۱۲۳ طبع دارالفکر۔

[۲۷] السنن الکبریٰ مع الجوہر النقی ج ۴ص ۲۸۷، سلسہ مطبوعات ششم، ناشر: نشر السنہ، ملتان

[۲۸] العسقلانی علی بن حجر (م ۸۵۲ھ)، فتح الباری ج ۴ص ۳۱۱ طبع اول (۱۴۲۱ھ ۲۰۰۰م) ناشر دار لسلام الریاض۔

[۲۹] ابن قیم محمد بن أبي بکر بن أیوب تھذیب السنن ج ۳ ص ۳۲۳-۳۲۴طبع: ۱۴۲۸ – ۲۰۰۷ناشر: مکتبہ المعارف

[۳۰] عظیم آبادی، ابوالطیب محمد شمس الحق عظیم آبادی، عون المعبود ج ۷ ص ۸۰، طبع ثانی ۱۴۲۳ھ ناشر: منشورات محمد علی بیضوی، دار لکتب العلمیہ بیروت لبنان۔

[۳۱] الالبانی محمد ناصر الدین ص (م ۱۹۹۹ء) ، صحیح سنن الترمذی ج ۱ ص ۲۲۹ حدیث نمبر (٦۰۳)(۷۵۹) طبع اول (۱۴۰۴ھ ۱۹۸۸م) ناشر مکتبہ التربیہ العربی لدول الخلیج

[۳۲] ابو عیسیٰ، محمد بن عیسی بن سورۃ بن موسیٰ بن الضحاک (م ۲۷۹ھ)، جامع الترمذی ص ۱۹۰ تحت رقم (۷۵۵) طبع اول (محرم ۱۴۲۰ھ اپریل ۱۹۹۹ م)، ناشر دار لسلام ریاض

[۳۳] ابن تیمیہ ابوالعباس احمد بن عبدالحلیم (م ۷۲۸ھ)، مجموع فتاوی الکبری، ج ۱ص ۲۰۳ طبع اول ۱۴۰۸ھ۔ – ۱۹۸۷م ناشر: دار الکتب العلمیہ

[۳۴] الظاھري، أبو محمد علي بن أحمد بن سعید بن حزم الأندلسي (م:۴۵٦ھ) المحلی ٦ صفحہ ۲۰۲ طبع دار الاحیاء التراث العربی

[۳۵] أحمد بن عبد الرزاق الدویش (جمع وترتیب) فتاوی اللجنۃ الدائمہ للبحوث العلمیہ ۱۰ /۴۰۱ مجموعہ اولیٰ

۳٦ المنتقى من فتاوى الفوزان: ویب لنک: http://www.ajurry.com/vb/attachment....1&d=1330294280

۳۷ دروس الحرم المدني لعثیمین سال ۱۴۲۱ ج ۳ص ۱۴ (آڈیو تقاریر کا مجموعہ جو کتابی شکل ویب مکتبہ اسلامیہ نے دی)